ڈاکٹر بی بی امینہ
لیکچرر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

محمد عمر میمن اور شمس الرحمٰن فاروقی کے غیر مطبوعہ خطوط بہ نام خالدہ حسین

Abstracts

Muhammad Umar Memon and Shams-ur-Rahman Farooqi's Unpublished Letters to Khalida Hussain

By Bibi Ameena, Lecturer, Department of Urdu, International Islamic University, Islamabad.

Khalida Hussain (1938-2019) is considered to be one of those personalities of Urdu language and literature who have been in focus for the writers and researchers for their secretive life. Her private life and literary activities are not well known to people therefore there had been and will be a craving to know more about her. The present article is also an effort in the same direction which will shed some light on her literary life. It includes the scanned pictures and texts of two unpublished letters to Khalida Hussain from two renowned literary figures Muhammad Umar Memon (1939-2018) and Shams-ur-Rehamn Farooqi (1935-2020). The Article also provides their references and footnotes that would furnish some new information to the researchers, critics and readers of Khalida Hussain.

Keywords: Khalida Hussain, Urdu Fiction, Letter, Muhammad Umar Memon, Shams-ur-Rehman Farooqi, *Shabkhoon*, Muhammad Saleem-ur-Rehman.

خالدہ حسین (۲۰۱۹ء۔۱۹۳۸ء) کا شمار اردو زبان و ادب سے وابستہ ان شخصیات میں کیا جاتا ہے، جن کی بھید بھری زندگی اور گوشہ نشینی کے سبب ان کی شخصیت کے پوشیدہ پہلوؤں کے متعلق جاننے کی خواہش ان کے ہر قاری اور محقق کو ہے اور رہے گی۔ اگرچہ انھوں نے ۱۹۵۴ء میں ”نغموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں“ کے عنوان سے پہلا افسانہ

لکھا لیکن ۱۹۶۰ء میں ''ادب لطیف'' لاہور میں شائع ہونے والے افسانے ''دل دریا'' کو اسلوب کے لحاظ سے اپنا پہلا افسانہ قرار دیا۔[۱] بعد ازیں ان کے افسانے اپنے عہد کے مؤقر جریدوں میں جگہ پاتے رہے۔ ۱۹۶۵ء میں آپ کی شادی ڈاکٹر محمد اقبال حسین سے ہو گئی، جس کے بعد انھوں نے افسانے کی دنیا سے دوری اختیار کر لی اور امورِ خانہ داری میں مصروف ہو گئیں۔ تاہم ۱۹۸۱ء میں ایک طویل عرصے کے غیاب کے بعد اپنے پہلے افسانوی مجموعے ''پہچان'' کے ساتھ ادبی افق پر دوبارہ جلوہ گر ہوئیں اور پھر ''دروازہ'' (۱۹۸۴ء)، ''مصروف عورت'' (۱۹۸۹ء)، ''ہیں خواب میں ہنوز'' (۱۹۹۵ء)، ''میں یہاں ہوں'' (۲۰۰۵ء) اور ''جینے کی پابندی'' (۲۰۱۷ء) کے عنوانات سے ان کے مزید پانچ مجموعے شائع ہوئے، جب کہ ۲۰۰۲ء میں ''کاغذی گھاٹ'' کے نام سے ایک ناول بھی منظر عام پر آچکا ہے۔[۲]

۲۰۱۶ء میں راقمہ کو اکادمی ادبیاتِ پاکستان، اسلام آباد کی طرف سے پاکستانی ادب کے معمار کے سلسلے کی ایک کتاب ''خالدہ حسین: شخصیت اور فن'' (۲۰۱۷ء)[۳] پر کام کرنے کا موقع ملا اور اسی سلسلے میں خالدہ حسین سے پہلی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد بھی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا اور اسی دوران معلوم ہوا کہ وہ مختلف رسائل اور جرائد میں شائع شدہ اپنے ان افسانوں اور افسانوی ادب کے تراجم کی تلاش میں ہیں، جو کسی اور افسانوی مجموعے میں شامل نہیں۔ ان کی مدد سے وہ اپنا اگلا مجموعہ ترتیب دینا چاہتی تھیں، جو اب ''جینے کی پابندی'' (۲۰۱۷ء) کے عنوان سے منصہ شہود پر آچکا ہے۔ لیکن چوں کہ بذاتِ خود ان کی جمع آوری کے لیے کسی کتب خانے نہیں جا سکتی تھیں اس لیے تلاش کی یہ ذمے داری راقمہ کے سپرد کی، جس کا آغاز انھی کے گھر پر موجود رسائل اور جرائد سے کیا گیا۔ مختلف رسائل اور جرائد سے خالدہ حسین کے ۱۸ افسانوں اور تراجم تک رسائی ہوئی، جنھیں عکسی نقول کی صورت میں ایک فائل میں جمع کر لیا گیا۔ تاہم اسی تلاش کے دوران میں گھر پر موجود کتابوں سے دو خطوط بھی برآمد ہوئے، جنھیں وہ ضائع کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں، لیکن جب راقمہ نے خطوط کی علمی اور ادبی اہمیت کے پیشِ نظر انھیں ضائع کرنے کے بجائے مدون کر کے شائع کرنے کی اجازت چاہی، تو انھوں نے اپنا ارادہ ترک کر کے بہ خوشی اجازت دے ڈالی۔ زیرِ نظر مقالہ انھی دو غیر مطبوعہ خطوط کے عکس، متون اور ان سے متعلقہ ناگزیر معلومات کا احاطہ کرتا ہے۔

ان مکاتیب کی اہمیت اس بنا پر ہے کہ دیگر ادبی خطوط کی طرح یہ خطوط بھی شخصیت کے آئینہ دار ہیں اور قارئین پر واضح کرتے ہیں کہ خالدہ حسین اپنی گوشہ نشینی کے باوجود حتی المقدور معاصر ادب اور ادبی منظر نامے سے باخبر رہنے کی سعی کرتی تھیں؛ اپنی تحریروں کی اشاعت اور ان کی جمع آوری کے حوالے سے متفکر رہتی تھیں؛ اپنی تحریروں کی خوبیاں اور خامیاں جاننے کی جستجو کرتی تھیں اور نہ صرف دیگر شخصیات کے ادبی مشاغل اور تخلیقات سے آگاہ رہنے کی کوشش کرتی تھیں بل کہ ان پر اپنی رائے بھی دے دیا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں اگر دوسرے رخ سے دیکھا جائے تو ان مکاتیب کو ایک اہم معلوماتی دستاویز بھی گردانا جا سکتا ہے کہ اس میں دنیائے علم و ادب کی

معروف شخصیات، ان کی تخلیقات، آرا اور ادبی سرگرمیوں اور کانفرنسوں سے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں، جو موضوع سے متعلق محققین کے لیے سود مند ثابت ہو سکتی ہیں۔ تاہم ان کی مزید راہ نمائی کے لیے متون کو جدید اور مروج املا میں تحریر کرتے ہوئے اس میں شامل تشریح طلب یا وضاحت طلب مقامات کے لیے حوالہ جات اور حواشی کا اہتمام بھی کیا گیا ہے تاکہ نہ صرف متن کی بہتر تفہیم ہو سکے بل کہ نئی معلومات کے ساتھ ساتھ اہم مآخذ تک رسائی کے عمل کو بھی ممکن بنایا جا سکے۔ یہاں اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ مکتوبات کے متن میں خطوطِ وحدانی ([ ]) میں جو وضاحت دی گئی ہے وہ راقمہ کی تحریر کردہ ہے۔ خطوط کا متن اور تفصیل حسب ذیل ہے:

محمد عمر میمن بنام خالدہ حسین:

زیر نظر مقالے میں شامل پہلا مکتوب محمد عمر میمن (۲۰۱۸ء۔۱۹۳۹ء) کا ہے، جو دانش ور، مترجم، مدیر، شاعر اور افسانہ نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ عمر میمن عربی کے معروف عالم عبدالعزیز میمن کے بیٹے تھے اور خود عربی زبان کے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ فارسی سے بھی واقفیت رکھتے تھے۔ انھوں نے ۱۹۶۴ء میں فل برائٹ اسکالر شپ ملنے پر ہاورڈ یونی ورسٹی، امریکا سے ایم۔ اے۔ کیا اور بعد ازاں یونی ورسٹی آف کیلی فورنیا، لاس اینجلس سے اسلامی مطالعات میں ڈاکٹریٹ کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۷۰ء میں وہ یونی ورسٹی آف وسکانسن (میڈیسن) سے بہ طور مدرس وابستہ ہوئے۔ اڑتیس (۳۸) سال تک اردو، اسلامی مطالعات، فارسی اور عربی کے پروفیسر رہے اور بعد ازاں "پروفیسر ایمریطس" کے خطاب سے نوازے گئے۔ انھوں نے سی ایم نعیم (پ ۱۹۳۴ء: C. M. Naim) کے بعد تقریباً پچیس (۲۵) برس تک سال نامہ "اینول آف اردو اسٹڈیز" (*Annual of Urdu Studies*) کی ادارت کی، جو امریکا سے شائع ہونے والا ایسا پہلا رسالہ تھا، جس نے مغرب کے انگریزی دانوں سے اردو کی ادبی تخلیقات کو متعارف کروایا۔ اگرچہ انھوں نے اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو کے تراجم کے سبب بہ طور مترجم زیادہ شہرت حاصل کی، تاہم "تاریک گلی" (۱۹۸۹ء)[۴] کے عنوان سے ان کے افسانوں کا ایک مجموعہ بھی سامنے آ چکا ہے۔

یہاں خالدہ حسین کے نام محمد عمر میمن کے جس مکتوب کا ذکر ہے، وہ بہ ذریعہ ہوائی خط (aerogramme) وسکانسن (امریکا) سے کراچی (پاکستان) بھیجا گیا تھا۔ ڈاک خانے کی مہر پر انگریزی میں Madison. WI 537 PM کے ساتھ ۳۰/ اگست ۱۹۸۳ء کی تاریخ درج ہے۔ مہر کی بائیں جانب محمد عمر میمن کا پتا یوں ٹائپ کیا گیا ہے:

Muhammad Umar Memon
5417 Regent Street
Medison,Wisconsin 53705
U.S.A

جب کہ مہر کے عین نیچے خالدہ حسین کا یہ پتا درج ہے:

Mrs. Khalida Hussain
12-D,Hasan Centre
Gulshan-e-Iqbal
University Road
Karachi, Pakistan

خط دست نوشتہ اور اردو زبان میں ہے۔ اسلوب سادہ اور تحریر خوش خط ہے، جس کے لیے باریک کالی روشنائی والے قلم (ballpoint) کا استعمال کیا گیا ہے۔ تقریباً ۳۹ سال کا ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد بھی عبارت بالکل صاف ہے اور بہ آسانی پڑھی جاسکتی ہے۔ متن سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس میں محمد عمر میمن نے خالدہ حسین کے ان سوالات کا جواب فراہم کیا ہے، جو انھوں نے اپنے پچھلے دو خطوط میں پوچھے تھے۔ اس کے علاوہ مکتوب نگار نے خالدہ حسین ہی کے استفسار پر انھیں ادبی مصروفیات سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی افسانہ نگاری کی بابت بھی بتایا ہے۔ خط کا مکمل متن درج ذیل ہے، جب کہ حوالہ جات اور حواشی مقالے کے آخر میں مندرج ہیں:

۳۰/ اگست ۱۹۸۳ء

محترمہ خالدہ حسین صاحبہ

وعلیکم السّلام۔

امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گی۔ آگے پیچھے آپ کے دونوں خط ملے۔ اپنی جلد بازی پر نادم ہوا۔ لیکن اگر دیکھیے تو اس معاملے میں میں کچھ اتنا قصور وار بھی نہیں۔ چلیے اچھا ہوا کہ ترجمہ (۵) آپ کو پسند آگیا۔ ہم سمجھیں گے ہماری محنت ٹھکانے لگی۔ نعیم چودھری (۶) اب ٹھیک ہیں۔ آپ انھیں صرف اپنی دوسری کتاب (۷) ہی بھجوائیں۔ میں "پہچان" (۸) کی ایک جلد ان کے لیے لیتا آیا تھا اور وہ انھیں دے دی ہے۔

"ترجمہ شدہ کہانیوں کی جو کتاب آپ ترتیب دے رہے ہیں کب تک آرہی ہے؟" یہ سوال بالکل فطری اور جائز ہے، لیکن فی الحال اس کا جواب میرے پاس ممکن نہیں۔ میں بہت مصروف آدمی ہوں۔ تحقیق اور تدریس میرا فرضِ منصبی ہیں [کذا] اس کے بعد جو کچھ وقت بچ رہتا ہے اس میں اردو ادب سے متعلق کام کرتا ہوں جس میں تراجم شامل ہیں۔ میں مجوزہ کتاب پر کئی برسوں سے کام کر رہا ہوں۔ اب کہیں جا کر اسی فیصد تیار ہوئی ہے۔ اس سال دسمبر تک مکمل کر لینے کا ارادہ ہے۔ اس کے بعد سب سے کٹھن مرحلہ پبلشر کی تلاش ہو گا۔ عبد اللہ حسین پر میری کتاب ہندوستان سے آرہی ہے۔ (۹) کوشش کروں گا کہ ہندوستان ہی میں کوئی پبلشر مل جائے۔ یہ لوگ غنیمت چھاپ لیتے ہیں۔ ہماری طرف تو انگریزی طباعت کا معیار بہت ناقص ہے۔ رہا یہ ملک تو بھئی یہاں اس قسم کے مال کی کھپت نہیں ۔ ویسے میں نے یہاں ایک پبلشر سے بات چلائی ہے۔ دیدہ باید! آپ کو آگاہ کروں گا۔

میں آپ کو اپنی کہانیاں کیا بھجواؤں؟ یہ سب ۱۹۶۳ء کے آس پاس چھپی تھیں ۔ کس کے پاس فائلیں

ہیں۔ ادھر برسوں سے کچھ نہیں لکھا۔ انیس سالہ قیامِ امریکا میں صرف تین کہانیاں لکھی تھیں وہ بھی ۱۹۶۹ء میں۔ یہ "شب خون"(۱۰) میں چھپی تھیں اور بعد میں دو "سویرا"(۱۱) میں بھی۔ شاید آپ کی نظر سے گذری [کذا: گزری](۱۲) ہوں۔ ایک کا نام "واپسی" اور دوسری کا "کینچوا اور سورج مکھی" ہے۔(۱۳)

تخلیقی اعتبار سے مجھے مرحوم و مغفور ہی سمجھیے۔ اب اردو میں شاذ ہی لکھتا ہوں۔ بڑے دنوں کے بعد سلیم الرحمٰن(۱۴) کے مسلسل اصرار پر ایک مضمون خورخے لوئیس بورخیس(۱۵) پر لکھا ہے جو "محراب" (لاہور) کی آئندہ اشاعت میں شامل ہوگا۔(۱۶) دراصل اپنے ماحول سے کٹ کر بہت کم ہی کوئی لکھ پایا ہے۔ پھر عام طور پر جو کچھ اردو میں لکھا جارہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے اردو میں لکھنے کی تحریک سرد پڑتی جارہی ہے۔ ممکن ہے یہ صرف طفل تسلی اور اپنے تخلیقی بانجھ پن کا جواز ہی ہو۔

بہر حال۔

آئندہ دو ماہ میں آپ کی طرف سے آنے والے لکھاریوں کا کینیڈا اور امریکا میں خاصہ ہنگامہ رہے گا۔ کشور(۱۷) ہی آرہی ہیں بلکہ آج ہی نیویارک پہنچ رہی ہیں۔ شاید اگلے ماہ یا پھر اکتوبر میں ان سے ملاقات ہو۔ آپ بھی کبھی اس طرف آیئے!

والسّلام
مخلص
محمد عمر
میمن

شمس الرحمٰن فاروقی بنام خالدہ حسین

زیر نظر مقالے میں شامل دوسرا غیر مطبوعہ خط جناب شمس الرحمٰن فاروقی (۲۰۲۰ء-۱۹۳۵ء) کا ہے، جن کا شمار اردو زبان و ادب کی کثیر الجہات شخصیات میں کیا جاتا ہے کہ تنقید، تحقیق، شاعری، فکشن، لغت نویسی، صحافت، عروض اور ترجمہ سبھی شعبوں میں طبع آزمائی کی ہے۔ انھوں نے الہٰ آباد یونی ورسٹی سے ۱۹۵۵ء میں انگریزی ادب میں ایم۔اے کیا۔ اگرچہ ابتدا میں درس و تدریس (۱۹۵۸ء-۱۹۵۶ء) کے فرائض بھی انجام دیے تاہم بعد میں حکومت ہند کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور تقریباً چالیس برس تک ماہ نامہ "شب خون"(۱۸) کی ادارت کے علاوہ سہ ماہی "نئی کتاب"(۱۹) کے صدرِ مجلسِ ادارت جیسی خدمات بھی انجام دیں۔ اس سے سوا ان کی شہرت کی ایک وجہ معروف اردو ناول "کئی چاند تھے سرِ آسماں" (۲۰۰۶ء)(۲۰) بھی ہے نیز اردو زبان اور لسانیات کے موضوع پر ان کی

تصانیف کے ساتھ ساتھ تنقیدی مضامین بھی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ چالیس سے زائد اردو اور انگریزی تصانیف اور دیگر ادبی خدمات پر انھیں نہ صرف ہندوستان کی کئی اکادمیوں اور ادبی اداروں کی طرف سے انعامات و اعزازات سے نوازا جا چکا ہے بل کہ یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ اردو زبان کے پہلے ادیب ہیں، جنھیں ''شعر شور انگیز'' (۱۹۹۳ء۔۱۹۹۱ء)[۲۱] کے لیے بر صغیر کے سب سے بڑا ادبی اعزاز موسوم بہ ''سر سوتی سمان'' (۱۹۹۶ء) دیا گیا ہے، جب کہ علی گڑھ یونی ورسٹی کی ڈی۔ لٹ کی اعزازی ڈگری بھی ان کے فن اور خدمات کے اعتراف کا بین ثبوت ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ چوں کہ خالدہ حسین کے نام شمس الرحمٰن فاروقی کا یہ خط کسی کتاب کے اندر سے ملا تھا اس لیے اس کا لفافہ موجود نہیں۔ البتہ مکتوب ماہ نامہ ''شب خون'' کے سفید رنگ کے لیٹر پیڈ (letter pad) پر تحریر کیا گیا ہے، جس کی پیشانی پر نیلے رنگ سے اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ''شب خون'' (Shabkhoon) لکھا ہے۔ اس کے ساتھ، سر نامہ (letterhead) ہی کی عبارت میں رسالے اور اس کے دفتر کی تفصیلات انگریزی زبان میں دی گئی ہیں:

Urdu Monthly
Shabkhoon
313/371, Rani Mandi, P.O. Box 13, Allahabad-211003
Phone :623137,622693, E-mail: shabkhoon@hclinfinet.com
The Subcontinent's Leading Urdu Literary Monthly,Continuously since 1966

خط میں ۴؍ اگست ۲۰۰۴ء کی تاریخ مندرج ہے۔ نفس مضمون اردو زبان میں دست نوشتہ ہے۔ اگرچہ تمام عبارت باریک نیلی روشنائی کے قلم (ballpoint) سے تحریر کی گئی ہے، تاہم آخری دو سطور نہ صرف کالی روشنائی سے لکھی گئی ہیں بل کہ ان کا خط بھی باقی سطور سے مختلف ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مکتوب نگار نے ابتدائی سطریں کسی اور سے لکھوائی ہیں اور آخری دو سطور خود تحریر کی ہیں۔ خط کی عبارت صاف اور قابل فہم ہے اور بہ آسانی پڑھی جا سکتی ہے۔ چوں کہ اس میں شمس الرحمٰن فاروقی نے خالدہ حسین کے لیے ''بہن'' اور اپنے لیے ''تمھارا بھائی'' کے القابات استعمال کیے ہیں، اس لیے پورے خط میں شروع سے آخر تک بے تکلفی محسوس کی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں مکتوب نسبتاً مختصر ہے مگر اہمیت کا حامل ہے کہ اس سے نہ صرف خالدہ حسین کی تخلیقات پر شمس الرحمٰن فاروقی کی تنقید سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بل کہ شمس الرحمٰن فاروقی کی تحریروں پر مکتوب الیہ کی رائے بھی معلوم ہوتی ہے۔ مزید بر آں خالدہ حسین کے ایک افسانے پر بحث کرتے ہوئے مکتوب نگار ایک سوال بھی اٹھاتے ہیں، جو یقیناً قارئین کے لیے سوچ کا ایک نیا دریچہ وا کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

مکتوب کے حواشی اور حوالہ جات مقالے کے آخر میں دیے گئے ہیں، جب کہ مکمل متن ذیل کی سطور میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

۴/اگست ۲۰۰۴ء

عزیز بہن خالدہ حسین، سلام علیکم۔

تمھارا خط مؤرخہ ۱۲/جولائی ملا، شکریہ۔ تمھارا افسانہ ''ابنِ آدم'' میں نے چھاپ دیا ہے۔ امید ہے کہ پرچہ اب تک تم کو پہنچ گیا ہوگا۔ (۲۲) تمھارا ناول ''کاغذی گھاٹ'' (۲۳) میں نے بہت دل چسپی سے پڑھا۔ میرے خیال میں یہ بہت کامیاب تحریر ہے اور مجھے اس سے صرف یہ شکایت ہے کہ یہ بہت چھوٹی ہے۔ شاید تمھیں یہ خیال ہوا کہ تمھاری تحریر میں جو شدت ہے اس کی بنا پر ناول کو زیادہ پھیلانا نہ چاہیے۔ مگر میرا خیال ہے کہ تم نے کچھ عجلت سے کام لیا۔ یہ ناول ابھی بآسانی سو سوا سو صفحے مزید قبول کر سکتا تھا۔

میری تحریر کے بارے میں تم نے یہ بات اچھی کہی کہ اس میں بیان کردہ جزئیات کی بنا پر وہ ماحول زندہ ہوتا ہے جو قاری کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔

اپنے افسانے ''ابنِ آدم'' کے بارے میں تم نے یہ بات صحیح لکھی کہ بعض اوقات اخباری خبروں پر افسانہ لکھنا افسانہ نگار کی نفسیاتی اور مابعد الطبیعیاتی مجبوری بن جاتا ہے۔ ادھر عراق وغیرہ پر جتنے افسانے میں نے پڑھے ان میں ''ابن آدم'' غالباً سب سے اچھا ہے۔ مگر وہ بات پھر بھی اپنی جگہ پر رہتی ہے کہ کیا اخباری خبروں کو فوری طور پر تخیل کی اتنی آنچ مل سکتی ہے کہ وہ افسانہ بن جائیں؟

تم نے ''قفلِ ابجد'' کے بارے میں لکھا تھا۔ جس شمارے میں یہ چھپا تھا اس کا ایک نسخہ مل گیا ہے۔ وہ اس خط کے ساتھ بہ ذریعہ رجسٹری بھیج رہا ہوں۔ (۲۴)

امید ہے تم اچھی ہو گی۔ کشور (۲۵) سے ملاقات ہو تو انھیں سلام کہنا۔

جمیلہ (۲۶) سلام لکھواتی ہیں۔

تمھارا بھائی شمس الرحمٰن فاروقی

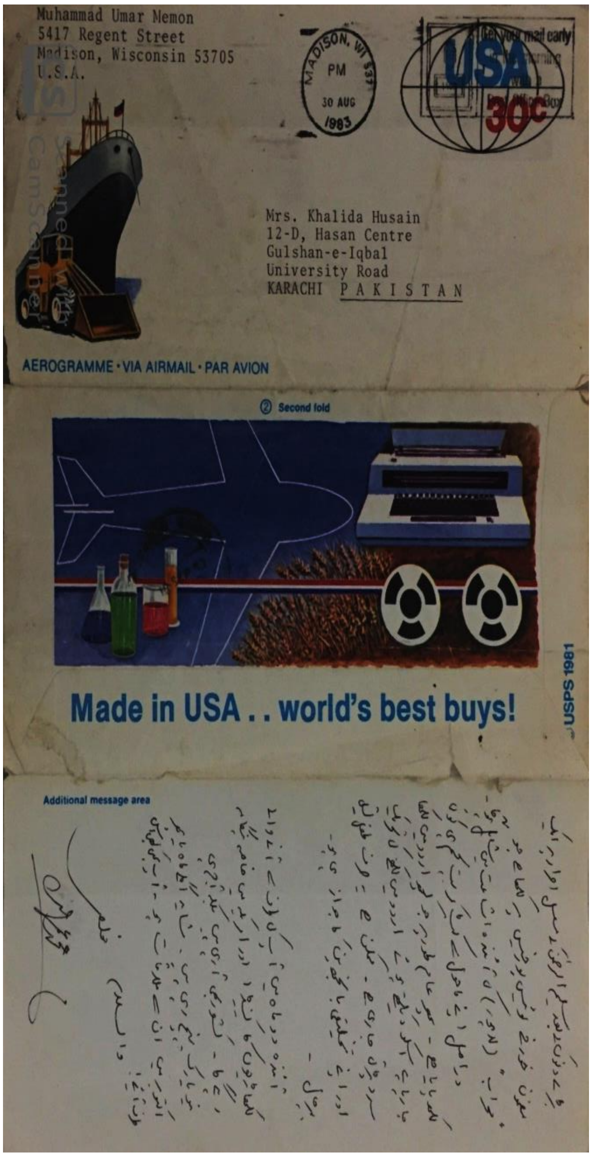
Muhammad Umar Memon
5417 Regent Street
Madison, Wisconsin 53705
U.S.A.
MADISON, WI 537
PM
30 AUG
1983
USA
30c
Mrs. Khalida Husain
12-D, Hasan Centre
Gulshan-e-Iqbal
University Road
KARACHI PAKISTAN
AEROGRAMME · VIA AIRMAIL · PAR AVION
Second fold
Made in USA . . world's best buys!
USPS 1981
Additional message area

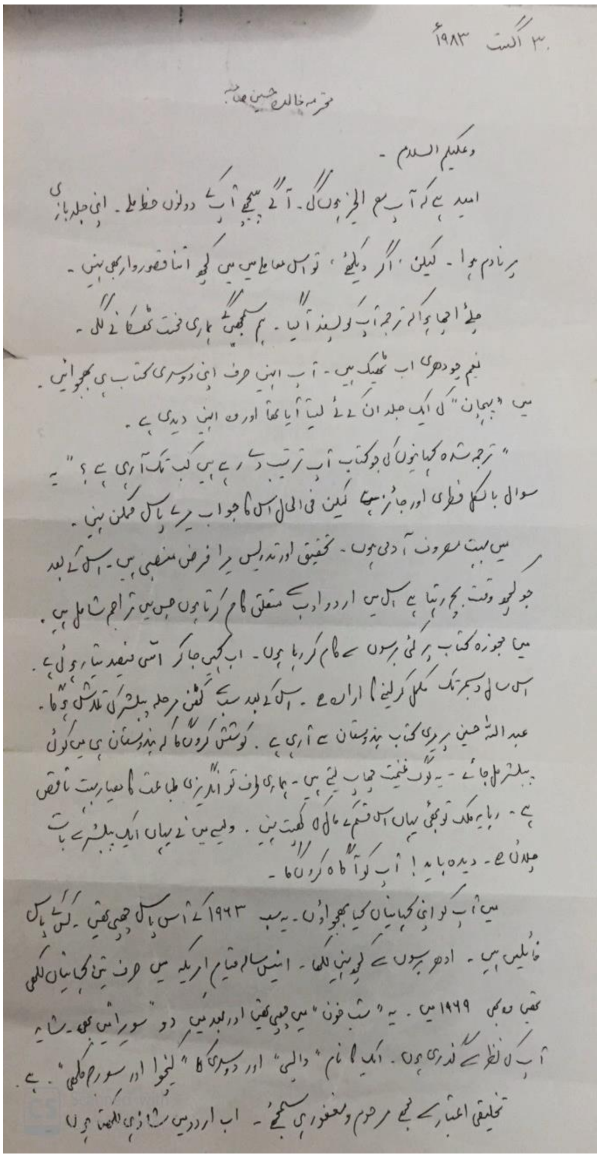

٣٠ اگست ۱۹۸۳ء

محترمہ خالدہ حسین صاحبہ

وعلیکم السلام۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گی۔ آگے پیچھے آپ کے دونوں خط ملے۔ اپنی جلدبازی پر نادم ہوا۔ لیکن اگر دیکھیے تو اس معاملے میں کچھ اتنا قصوروار بھی نہیں۔

چلیے اچھا ہوا کہ ترجمہ آپ کو پسند آیا۔ ہم سمجھے ہماری محنت ٹھکانے لگی۔

نعیم چودھری اب ٹھیک ہیں۔ آپ اپنی طرف اپنی دوسری کتاب بھی بھجوائیں۔ میں "پہچان" کی ایک جلد ان سے لے آیا تھا اور وہ ابھی دیکھی ہے۔

"ترجمہ شدہ کہانیوں کی جو کتاب آپ ترتیب دے رہے ہیں کب تک آرہی ہے؟" یہ سوال بالکل فطری اور جائز ہے لیکن فی الحال اس کا جواب میرے پاس ممکن نہیں۔

میں بہت مصروف آدمی ہوں۔ تحقیق اور تدریس میرا فرض منصبی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ وقت بچ رہتا ہے اس میں اردو ادب سے متعلق کام کرتا ہوں جس میں تراجم شامل ہیں۔ میں مجوزہ کتاب پر کئی برسوں سے کام کر رہا ہوں۔ اب کہیں جاکر اسی فیصد تیار ہوئی ہے۔ اس کو دسمبر تک مکمل کرلینے کا ارادہ ہے۔ اس کے بعد سب سے کٹھن مرحلہ پبلشر کی تلاش ہوگا۔ عبداللہ حسین پر میری کتاب ہندوستان سے آرہی ہے۔ کوشش کروں گا کہ ہندوستان ہی میں کوئی پبلشر مل جائے۔ یہ لوگ غنیمت چھاپ لیتے ہیں۔ ہماری طرف تو انگریزی طباعت کا معیار بہت ناقص ہے۔ رہا یہ ملک تو یہی یہاں اس قسم کے مال کی کھپت نہیں۔ ویسے میں نے یہاں ایک پبلشر سے بات چلائی ہے۔ دیدہ باید! آپ کو آگاہ کروں گا۔

میں آپ کو اپنی کہانیاں کیا بھجواؤں۔ یہ سب ۱۹۶۳ کے آس پاس چھپی تھیں۔ لیکن بالکل فالتو ہیں۔ ادھر برسوں سے کچھ نہیں لکھا۔ انیس سالہ قیام امریکہ میں صرف تین کہانیاں لکھی تھیں وہ بھی ۱۹۶۹ میں۔ یہ "شب خون" میں چھپی تھیں اور بعد میں دو "سویرا" میں بھی۔ شاید آپ کی نظر سے گذری ہوں۔ ایک کا نام "واپسی" اور دوسری کا "تنخوا اور سورج مکھی" ہے۔ تخلیقی اعتبار سے مجھے مرحوم و مغفور ہی سمجھیے۔ اب اردو میں شاذ ہی لکھتا ہوں۔

محمد عمر میمن کے خط کا عکس

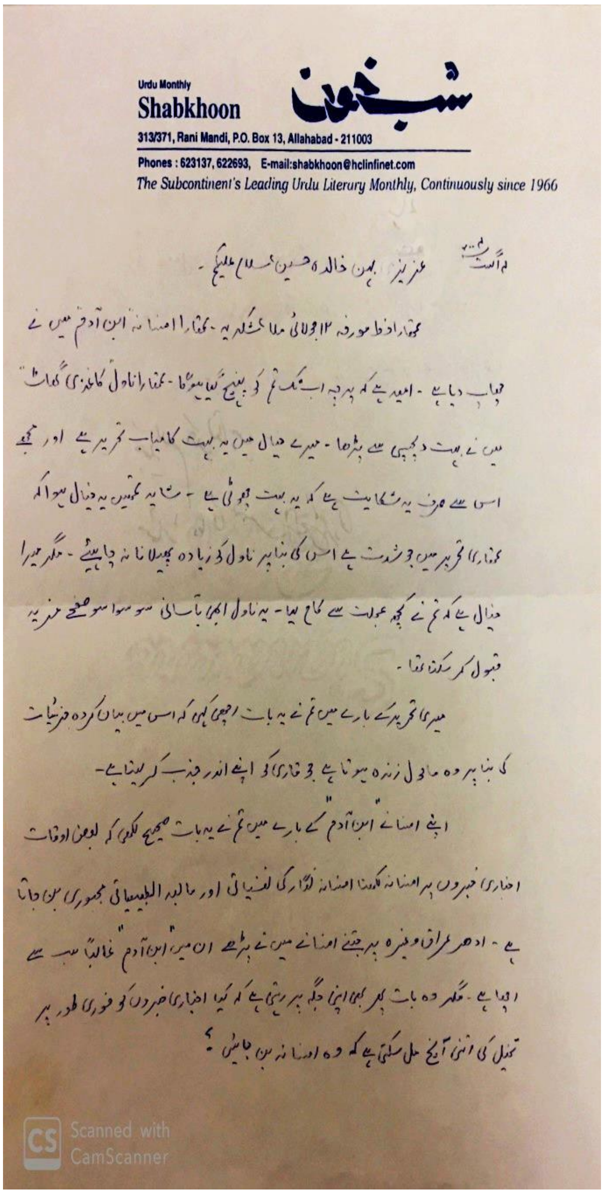

Urdu Monthly
Shabkhoon
شب خون
313/371, Rani Mandi, P.O. Box 13, Allahabad - 211003
Phones : 623137, 622693, E-mail:shabkhoon@hclinfinet.com
The Subcontinent's Leading Urdu Literary Monthly, Continuously since 1966

۲ اگست ۲۰۰۰

عزیز بہن خالدہ حسین۔ سلام علیکم۔

تمہارا خط مورخہ ۱۲ جولائی ملا۔ شکریہ۔ تمہارا افسانہ "ابن آدم" میں نے چھاپ دیا ہے۔ امید ہے کہ پرچہ اب تک تم کو پہنچ گیا ہوگا۔ تمہارا ناول "کاغذی گھاٹ" میں نے بہت دلچسپی سے پڑھا۔ میرے خیال میں یہ بہت کامیاب تحریر ہے اور مجھے اس سے صرف یہ شکایت ہے کہ یہ بہت چھوٹی ہے۔ شاید تمہیں یہ خیال ہوا کہ تمہاری تحریر میں جو شدت ہے اس کی بنا پر ناول کو زیادہ پھیلانا نہ چاہیے۔ مگر میرا خیال ہے کہ تم نے کچھ عجلت سے کام لیا۔ یہ ناول بآسانی سو سوا سو صفحے مزید قبول کر سکتا تھا۔

میری تحریر کے بارے میں تم نے یہ بات اچھی کہی کہ اس میں بیان کردہ جزئیات کی بنا پر وہ ماحول زندہ ہوتا ہے جو قاری کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔

اپنے افسانے "ابن آدم" کے بارے میں تم نے یہ بات صحیح لکھی کہ بعض اوقات اخباری خبروں پر افسانہ لکھنا افسانہ نگار کی نفسیاتی اور مابعد الطبیعیاتی مجبوری بن جاتا ہے۔ ادھر عراق وغیرہ پر جتنے افسانے میں نے پڑھے ان میں "ابن آدم" غالباً سب سے اچھا ہے۔ مگر وہ بات پھر بھی اپنی جگہ پر رہتی ہے کہ کیا اخباری خبروں کو فوری طور پر تخیل کی اتنی آنچ مل سکتی ہے کہ وہ افسانہ بن جائیں؟

Scanned with CamScanner

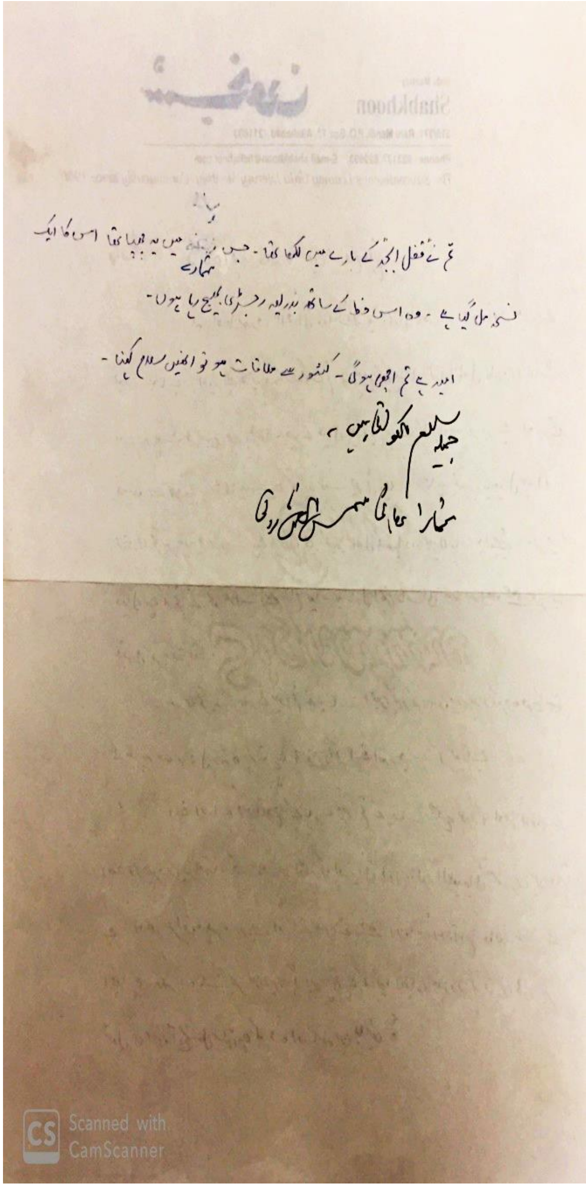

شب خون
Shabkhoon

تم نے قفل ابجد کے بارے میں لکھا تھا۔ جس تمہارے پرچے میں یہ چھپا تھا اس کا ایک
نسخہ مل گیا ہے۔ وہ اسی خط کے ساتھ بذریعہ رجسٹری بھیج رہا ہوں۔
امید ہے تم اچھی ہو گی۔ کشور سے ملاقات ہو تو انھیں سلام کہنا۔
جمیلہ سلام لکھواتی ہیں۔
تمہارا بھائی شمس الرحمٰن فاروقی

Scanned with CamScanner

شمس الرحمٰن فاروقی کے خط کا عکس

حوالہ جات

۱۔ بی بی امینہ، خالدہ حسین: شخصیت اور فن (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۳۷
۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:
خالدہ حسین، پہچان (کراچی: خالد پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء)
_____، دروازہ (کراچی: خالد پبلی کیشنز، ۱۹۸۴ء)
_____، مصروف عورت (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء)
_____، ہیں خواب میں ہنوز (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء)
_____، میں یہاں ہوں (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء)
_____، جینے کی پابندی (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء)
_____، کاغذی گھاٹ (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)
۳۔ بی بی امینہ، خالدہ حسین: شخصیت اور فن، ص ۱۔۱۷۵۔
۴۔ محمد عمر میمن، تاریک گلی (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء)
۵۔ (الف) یہاں خالدہ حسین کے معروف اور نمائندہ افسانے سواری کے ترجمے کا ذکر ہے۔ یہ کہانی پہلی بار ۱۹۶۳ء میں منظر عام پر آئی اور محمد عمر میمن نے The Wagon کے عنوان سے اس کا اردو سے انگریزی میں ترجمہ کیا۔ یہ انگریزی ترجمہ اولاً *Indian Literature* میں ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ ان کی مرتب کردہ کتاب (۲۰۱۷ء) *The Greatest Urdu Stories Ever Told* میں بھی شامل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
(ب) محمد عمر میمن، *The Wagon* مشمولہ *Indian Literature*، جلد ۱۹، شمارہ ۶ (نومبر۔دسمبر ۱۹۷۶ء)، ص ۱۱۹۔۱۳۱
(ج) _____، *The Greatest Urdu Stories Ever Told* (نئی دہلی: روپا اینڈ کو، ۲۰۱۷ء)۔
۶۔ نعیم چودھری، جو ادبی دنیا میں سی ایم نعیم (C. M. Naim:۱۹۳۴ء) کے نام سے معروف ہیں، ۳/ جون ۱۹۳۶ء کو یو۔پی۔ کے شہر بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ لکھنو یونی ورسٹی سے ایم۔اے۔ اردو کرنے کے بعد وہ ۱۹۵۷ء میں امریکا چلے گئے؛ جہاں یونی ورسٹی آف کیلی فورنیا، برکلے سے ایم۔اے۔ لسانیات کیا اور شکاگو یونی ورسٹی سے وابستہ ہوگئے۔ وہیں سے ۲۰۰۱ء میں بہ طور پروفیسر ریٹائر ہوئے۔ تحقیق، تنقید اور ترجمہ ان کی دل چسپی کے خاص میدان ہیں۔ انھوں نے نظمیں بھی کہیں اور فائیو پلس ون (۱۹۷۶ء) کے نام سے ان کی کہانیوں کا مجموعہ بھی شائع ہوا۔ وہ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۸ء تک رسالہ محفل کے مدیر بھی رہے ہیں، جسے اب جرنل آف ساؤتھ ایشین لٹریچر (*Journal of South Asian Literature*) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان سب کے علاوہ ان کی شہرت کی ایک وجہ سال نامہ اینول آف اردو اسٹڈیز (*Annual of Urdu Studies*) بھی ہے، جس کے وہ بانی مدیر ہیں۔ اس رسالے کے پہلے سات پرچے (۱۹۸۱ء تا ۱۹۹۰ء) ان کی ادارت میں شائع ہوئے۔ بعد ازاں محمد عمر میمن یہ خدمت انجام دیتے رہے۔
۷۔ خالدہ حسین کا دوسرا افسانوی مجموعہ دروازہ مراد ہے، جو اس خط کی تحریر کے وقت مطبع میں تھا۔ اس مجموعے میں ان کے ۲۳ طبع زاد افسانے شامل ہیں۔ جب کہ کتاب کے آغاز میں "حرفِ اوّل"، "اعتراف" اور "پیش لفظ" کے عنوانات سے بالترتیب

ڈاکٹر محمد اجمل، خالدہ حسین اور پروفیسر فتح محمد ملک کی تحریریں شامل ہیں۔ جنوری ۱۹۸۴ء میں اس مجموعے کی پہلی اشاعت سامنے آئی۔ مکمل تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

خالدہ حسین، دروازہ (کراچی: خالد پبلی کیشنز، ۱۹۸۴ء)

۸۔ پہچان خالدہ حسین کا پہلا افسانوی مجموعہ ہے، جو ۱۹۸۱ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس مجموعے میں ان کی ۱۷ (سترہ) طبع زاد کہانیاں شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

خالدہ حسین، پہچان (کراچی: خالد پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء)

۹۔ یہاں غالباً *Night and Other Stories* کا ذکر ہے جو ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی۔ اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو محمد عمر میمن کے ترجمہ کردہ عبداللہ حسین کے افسانوی ادب کے تراجم کی تین کتابیں سامنے آچکی ہیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

عبداللہ حسین، *Night and other Stories*، مترجم: محمد عمر میمن (امریکا: وینٹیج پریس، ۱۹۸۴ء)

_____، *Downfall by Degrees and Other Stories*، مترجم: محمد عمر میمن (ٹورنٹو: زار پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء)

_____، *Stories of Exile and Alienation*، مترجم: محمد عمر میمن (امریکا: اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، ۱۹۹۸ء)

۱۰۔ ماہ نامہ شب خون معروف محقق اور نقاد شمس الرحمٰن فاروقی کی ادارت میں جون ۱۹۶۶ء میں الہ آباد سے منصہ شہود پر آنے والا ایک اردو رسالہ ہے، جو ۲۰۰۵ء تک جاری رہا۔ اسے جدیدیت کا علم بردار کہا جاتا ہے اور شمس الرحمٰن فاروقی نے اس کے ذریعے، کم و بیش چالیس سال تک، اردو ادب میں نئے خیالات اور عالمی ادب کی ترویج کی۔

۱۱۔ سویرا ایک سہ ماہی اردو رسالہ ہے، جس کے بانی نذیر احمد چودھری تھے۔ ۱۹۴۶ء میں "نیا ادارہ" لاہور سے اس کا پہلا شمارہ جاری کیا گیا، جس پر "جدید فن کاروں کے خیالات کا سلسلہ" رقم تھا۔ اس کے مرتبین میں احمد ندیم قاسمی، نذیر چودھری اور فکر تونسوی کے اسمائے گرامی شامل تھے۔ اس کے شمارے اب بھی سال میں دو مرتبہ شائع ہوتے ہیں اور اس کے مدیران محمد سلیم الرحمٰن اور ریاض احمد چودھری ہیں۔

۱۲۔ اگرچہ محمد عمر میمن کے نزدیک لفظ 'گزری' کا درست املا 'گذری' ہے، تاہم رشید حسن خاں کی اردو املا اور گوپی چند نارنگ کی مرتب کردہ ترقی اردو بورڈ، دہلی کی املا کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اس کا مروجہ املا 'گزری' ہے کیوں کہ 'گزرنا' اور 'گزارنا' گذشتن سے مشتق ہونے کے باوجود تہنید و تارید کے عمل سے گزر کر اردو کے مصدر بن چکے ہیں۔ لہٰذا ان کے مشتقات 'ذ' کے بجائے 'ز' سے لکھے جانے چاہییں۔ مکمل بحث کے لیے دیکھیے:

رشید حسن خاں، اردو املا (دہلی: نیشنل اکادمی، ۱۹۷۴ء)، ص ۱۵۷۔

گوپی چند نارنگ (مرتبہ)، املا نامہ (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۰ء)، ص ۶۰۔

۱۳۔ شب خون میں شائع ہونے والے محمد عمر میمن کے افسانوں کی تفصیل یہ ہے:

محمد عمر میمن، رات اور کھمبیاں مشمولہ شب خون الہ آباد، جلد ۴، شمارہ ۴۳ (دسمبر ۱۹۶۹ء)، ص ۷ تا ۲۷۔

_____، حصار مشمولہ شب خون الہ آباد، جلد ۴، شمارہ ۴۷ (اپریل ۱۹۷۰ء)، ص ۳۱۔۵۳۔

_____، واپسی (شمس الرحمٰن فاروقی کے لیے) مشمولہ شب خون الہ آباد، جلد ۵، شمارہ ۵۰ (جولائی ۱۹۷۰ء)، ص ۳۲۔۳۶

_____، کینچوا اور سورج مکھی (چودھری محمد نعیم کے لیے) مشمولہ شب خون الہ آباد، جلد ۵، شمارہ ۵۱ (اگست ۱۹۷۰ء)، ص ۱۶۔۲۴۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ۱۹۶۹ء میں شب خون میں شائع ہونے والے ان افسانوں میں سے ایک افسانے رات اور کھمبیاں کا عنوان افسانوی مجموعے تاریک گلی (۱۹۸۹ء) کی اشاعت کے وقت چاندنی اور کھمبیاں سے تبدیل کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں شب خون میں اشاعت کے وقت واپسی اور کینچوا اور سورج مکھی کے ساتھ بالترتیب "شمس الرحمٰن فاروقی کے لیے" اور "چودھری محمد نعیم کے لیے" کے ذیلی عنوانات بھی تحریر کیے گئے تھے، لیکن ان کے افسانوی مجموعے میں مذکورہ ذیلی عنوانات محذوف ہیں، البتہ مذکورہ بالا چاروں افسانوں کے ساتھ مزید چار افسانے بہ عنوان بجلی بسنت، تابِ نظارہ نہیں، ماسی اور بڑا اپدیشک ہے شامل ہیں۔ دیکھیے:
محمد عمر میمن، تاریک گلی (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء)

۱۴۔ محمد سلیم الرحمٰن (۱۹۳۴ء) ادبی دنیا میں بہ حیثیت مدیر، نقاد، افسانہ نویس، کالم نگار، مترجم اور مدون معروف ہیں اور ریاض احمد چودھری کے ساتھ رسالہ سویرا، لاہور کے شریک مدیر ہیں، جو سال میں دوبار باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ہفت روزہ نصرت میں بھی محمد حنیف رامے کے معاون کے طور پر اپنی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ انھوں نے یونانی کلاسیک سے لے کر عہدِ جدید کے شاعروں اور فکشن نگاروں کی تخلیقات کے تراجم کیے ہیں۔ محمد عمر میمن اکثر معاملات میں ان سے مشاورت کیا کرتے تھے، جس کا ذکر عصر حاضر کے معروف فکشن نگار محمد حمید شاہد کے نام عمر میمن کے مکتوبات میں ملتا ہے اور اس خط میں بھی ان کا تذکرہ اسی ضمن میں ہوا ہے۔

۱۵۔ خورخے لوئیس بورخیس (۱۸۹۹ء۔۱۹۸۶ء:Jorge Luis Borges) ارجنٹائن کے شہر بیونس آئرس میں پیدا ہوئے۔ وہ شاعر، افسانہ نگار، مضمون نگار، نقاد، مدوّن اور مترجم تھے۔ ان کی مادری زبان ہسپانوی تھی تاہم فرانسیسی، انگریزی اور جرمن زبانوں سے بھی واقف تھے۔ اگرچہ وہ پچپن برس کی عمر تک اپنے خاندانی نابیناپن کے عارضے کے باعث مکمل طور پر نابینا ہو چکے تھے، لیکن انھوں نے اس معذوری کو کبھی بھی اپنے فن کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔

۱۶۔ محراب ایک ادبی مجلہ تھا، جو ۱۹۷۸ء میں احمد مشتاق اور سہیل احمد خان نے لاہور سے جاری کیا۔ ابتداً یہ سال نامہ تھا، بعد ازاں اس کی اشاعت تعطل کا شکار ہونے لگی۔ اس کا آخری شمارہ ۱۹۸۸ء کے قریب شائع ہوا۔ محمد عمر میمن نے مکتوب میں جس شمارے کا ذکر کیا ہے، وہ غالباً ۱۹۸۵ء میں شائع ہونے والا خصوصی شمارہ ہے، جس میں جدید افسانے کے فروغ کے لیے خورخے لوئیس بورخیس سمیت دنیا بھر کے کئی نمایاں افسانہ نگاروں کی نئی تخلیقات اور تراجم شامل تھے۔ بحوالہ:
ڈاکٹر انور سدید، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ (ابتدا تا ۱۹۸۸ء) (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۲ء)، ص ۲۴۳۔

۱۷۔ کشور ناہید (پ ۱۹۴۰ء) حقوق نسواں کی علم بردار اور تانیثی ادب کی نمائندہ پاکستانی شاعرہ، کالم نگار، نثار اور سماجی کارکن ہیں، جو یوپی (انڈیا) میں پیدا ہوئیں اور معاشیات میں ایم اے۔ کیا۔ ۱۹۶۸ء میں لب گویا کے نام سے ان کی شاعری کی پہلی کتاب شائع ہوئی اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ان کی شاعری کے تراجم انگریزی سمیت کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں اور خود انھوں نے بھی کئی ادبی تراجم کیے ہیں۔ ان کی خود نوشت اور یادداشتیں بھی منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اہم مناصب پر اپنی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ مؤقر ادبی جریدے ماہ نو کی ادارت بھی کرتی رہی ہیں۔

۱۸۔ تفصیل کے لیے حوالہ نمبر ۱۰ ملاحظہ کیجیے۔

۱۹۔ نئی کتاب جناب شاہد علی خاں کی ادارت میں نئی دہلی سے جاری ہونے والے سہ ماہی جریدے کا نام ہے۔ جناب شمس الرحمٰن فاروقی اس کی مجلس ادارت کے صدر تھے۔ اس کا پہلا شمارہ ۲۰۰۷ء میں جاری کیا گیا تھا۔

۲۰۔ شمس الرحمٰن فاروقی، کئی چاند تھے سر آسماں (نئی دہلی: پینگوئن بکس، ۲۰۰۶ء)

۲۱۔ شمس الرحمٰن فاروقی، شعر شور انگیز (جلد اول ۔ چہارم)، اشاعتِ سوم (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء)

۲۲۔ افسانہ ابنِ آدم امریکا۔ عراق جنگ کے تناظر میں لکھا گیا ہے، جس میں خالدہ حسین نے آدمیت کی تذلیل کی تلخ حقیقت کو موضوع بناتے ہوئے انسانی حقوق کی علم بردار، دنیا کی بڑی طاقتوں کے مکروہ چہروں کو بے نقاب کرنے کی سعی کی ہے۔ یہ افسانہ اولاً ۲۰۰۴ء میں شب خون شمارہ جولائی ۲۰۰۴ء، (نمبر ۲۸۲، جلد ۳۹) میں شائع ہوا تھا، جس کا ذکر مکتوب میں بھی کیا گیا ہے۔ اب یہ خالدہ حسین کے دو افسانوی مجموعوں میں یہاں ہوں اور جینے کی پابندی میں شامل ہے۔ تمام تفصیلات کے لیے دیکھیے:

ایضاً، ایضاً، ص ۱۳۔۱۶

ایضاً، ایضاً، مشمولہ مجموعۂ خالدہ حسین (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۶۳۱۔۶۳۸

ایضاً، ایضاً، مشمولہ جینے کی پابندی (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۶۲۔۱۷۳

۲۳۔ کاغذی گھاٹ (۲۰۰۲ء) خالدہ حسین کا واحد ناول ہے، جو قیامِ پاکستان سے پہلے کے حالات و واقعات سے لے کر ۱۹۶۵ء تک کے سیاسی اور سماجی منظر نامے کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ ناول اولاً یادداشتوں کی صورت میں قلم بند کیا گیا تھا، تاہم جب اس کا کینوس وسیع ہوتا چلا گیا تو اسے ناول کی شکل میں شائع کروایا گیا۔ چوں کہ یہ محض ۱۱۷ صفحات پر مشتمل ہے، اس لیے شمس الرحمٰن فاروقی اس مکتوب میں اس کے اختصار کا شکوہ کر رہے ہیں۔ مکمل ناول کے لیے دیکھیے:

خالدہ حسین، کاغذی گھاٹ (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)

۲۴۔ افسانہ قفلِ ابجد غیر ملکی ادبی کانفرنس میں شرکت کے لیے جانے والی ادیبہ کا افسانہ ہے، جس کی آپ بیتی کو جگ بیتی بناتے ہوئے خالدہ حسین نے وجود کی کم مائیگی اور شناخت کے بحران کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروانے کی کوشش کی ہے۔ یہ افسانہ پہلی بار شب خون کے شمارہ مئی ۲۰۰۰ء (نمبر ۲۳۷، جلد ۳۴) میں شائع ہوا تھا۔ خالدہ حسین نے اپنے خط میں اسی شمارے کا ایک نسخہ طلب کیا تھا، جسے شمس الرحمٰن فاروقی نے بہ ذریعہ رجسٹری ارسال کیا۔ بعد ازاں یہ افسانہ مجموعہ میں یہاں ہوں میں شامل کر دیا گیا۔ دونوں کی تفصیلات ملاحظہ کیجیے:

ایضاً، ایضاً، ص ۳۷۔۴۰

ایضاً، ایضاً، مشمولہ مجموعۂ خالدہ حسین (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۶۰۹۔۶۱۲

۲۵۔ تفصیل کے لیے حوالہ نمبر ۱۷ دیکھیے۔

۲۶۔ شمس الرحمٰن فاروقی کی شریکِ حیات جمیلہ فاروقی (م ۲۰۰۷ء) مراد ہیں، جو الٰہ آباد کے ایک زمیں دار سید عبدالقادر کی بیٹی تھیں اور شمس الرحمٰن فاروقی سے ان کی شادی ۱۹۵۵ء میں ہوئی تھی۔

مآخذ

۱۔ امینہ بی بی، خالدہ حسین: شخصیت اور فن، اسلام آباد: اکامی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۷ء

۲۔ حسین، خالدہ، پہچان، کراچی: خالد پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء

۳۔ ـــــــ، دروازہ، ـــــــ، ۱۹۸۴ء

۴۔ ـــــــ، مصروف عورت، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء

۵۔ ـــــــ، ہیں خواب میں ہنوز، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء

۶۔ ـــــــ، میں یہاں ہوں، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء

۷۔ ـــــــ، جینے کی پابندی، ـــــــ، ۲۰۱۷ء

۸۔ ـــــــ، کاغذی گھاٹ، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء

۹۔ حسین، عبداللہ، *Night and other Stories*، مترجم: محمد عمر میمن، امریکا: وینٹج پریس، ۱۹۸۴ء

۱۰۔ ـــــــ، *Downfall by Degrees and Other Stories*، مترجم: محمد عمر میمن، ٹورنٹو: زار پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء

۱۱۔ ـــــــ، *Stories of Exile and Alienation*، مترجم: محمد عمر میمن، امریکا: اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، ۱۹۹۸ء

۱۲۔ خاں، رشید حسن، اردو املا، دہلی: نیشنل اکادمی، ۱۹۷۴ء

۱۳۔ سدید، انور، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ (ابتدا تا ۱۹۸۸ء)، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۲ء

۱۴۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، کئی چاند تھے سر آسماں، نئی دہلی: پینگوئن بکس، ۲۰۰۶ء

۱۵۔ ـــــــ، شعر شور انگیز (جلد اول۔ چہارم)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۶ء، اشاعتِ سوم

۱۶۔ میمن، محمد عمر، تاریک گلی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء

۱۷۔ ـــــــ، *The Greatest Urdu Stories Ever Told*، نئی دہلی: روپا اینڈ کو، ۲۰۱۷ء

۱۸۔ نارنگ، گوپی چند (مرتبہ)، املا نامہ، نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۰ء

رسائل

۱۔ شب خون الٰہ آباد، جلد ۴، شمارہ ۴۳، دسمبر ۱۹۶۹ء

۲۔ ـــــ، ـــــ، شمارہ ۴۷، اپریل ۱۹۷۰ء

۳۔ ـــــ، جلد ۵، شمارہ ۵۰، جولائی ۱۹۷۰ء)

۴۔ ـــــ، ـــــ، شمارہ ۵۱، اگست ۱۹۷۰ء

۵۔ ـــــ، جلد ۳۴، شمارہ ۲۳۷، مئی ۲۰۰۰ء

۶۔ ـــــ، جلد ۳۹، شمارہ ۲۸۲، جولائی ۲۰۰۴ء